من گھڑت اور غیر معتبر روایات: بنیادی عوامل اور ان کے سدِّ باب کی راہیں

از: مفتی طارق امیر خان
جامعہ فاروقیہ کراچی

اسلام میں اَحادیثِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مصدر ثانی کی اساسی حیثیت حاصل ہے، جس میں نقب زنی سے حفاظت کا انتظام عہد رسالت کی ابتداء ہی سے کر دیا گیا تھا، اور یہ صیانت وحفاظت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان کا نتیجہ تھی:

”مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّداً فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَه مِنَ النَّارِ“. (۱)

ترجمہ: ”جس نے مجھ پر جھوٹ بولا، وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالے“۔

جاں نثار صحابہؓ آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے اس ارشاد سے ہر دَم خوفزدہ رہتے تھے اور آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا یہ دستور، ہمہ وقت اُن کی نگاہوں کے سامنے رہتا تھا، صحابہؓ کی اسی کیفیت کو علامہ جلال الدین سیوطیؒ نے اِن لفظوں میں بیان کیا ہے:

”سید الکونین صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان، محافل صحابہؓ میں اتنی شہرت اختیار کر گیا تھا کہ آج بھی کتبِ حدیث میں سو سے زائد ایسے صحابہ رضی اللہ عنہم کے نام محفوظ ہیں، جن سے یہ روایت منقول ہے“۔ (۲)

اگر اِن تمام طُرق اور روایات کو بنظر غائر دیکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان ہمہ گیری میں اپنی نظیر نہیں رکھتا، کیونکہ جہاں اِبتدائے نبوت کی خفیہ مجالس میں اِس حدیث کی سرگوشیاں تھی، وہاں اِکمال نبوت یعنی خطبہ حجۃ الوداع کے عظیم اجتماع میں بھی اسی اعلان کی گونج تھی، جہاں عشرہ مبشّرہ اس روایت کو نقل کر رہے ہیں، وہاں صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کے عام وخاص بھی اس کو دُہرا رہے تھے، صحابہ رضی اللہ عنہم میں جس طرح یہ ارشاد زبان زَد خاص وعام

تھا، صحابیات رضی اللہ عنہن کی مجالس بھی اس فرمان سے مزیّن تھیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسی ارشاد کا اثر تھا کہ جب ذخیرۂ اَحادیث میں من گھڑت اور ساقط الاعتبار روایات کے ذریعے رَخنہ اندازی کی مذموم کوششیں شروع ہوگئیں، تو محدثینِ کرام نے احادیث کے صحت وسُقم کے مابین ''اِسناد'' کی ایسی خلیج قائم کردی، جس کی مثال اُمَمِ سابقہ میں ملنا مُحال ہے، محدثینِ کرام نے احادیث کو خس وخاشاک سے صاف کرنے کے لیے یہی ''میزانِ اِسناد'' قائم کی، جس کے نتیجے میں اصولِ حدیث کے مبارک علوم وجود میں آتے رہے، ضعیف اور کذّاب راویوں پر مستقل تصانیف کی گئیں، انھی متقدمین علماء نے کتب العِلَل میں ساقط الاعتبار (غیر معتبر) احادیث کو واضح کیا، علماء متأخرین نے بھی باقاعدہ مُشتَہرات (زبان زَد عام روایات پر مشتمل کتابیں)، ساقط الاعتبار اور من گھڑت روایات پر کتابیں لکھیں؛ چنانچہ ہر زمانے میں احادیث کا ذخیرہ محفوظ شاہراہ پر گامزن رہا، غرضے کہ روئے زمین پر جہاں کہیں اسلام کا سورج طلوع ہوا ہے، وہ حدیث کے محافظین خود ساتھ لایا ہے۔

ہندوپاک میں ساقط الاعتبار اور من گھڑت روایات اور اُن کا سدّ باب

اگر ہم اپنے خطّے برّصغیر ہندوپاک کا جائزہ لیں، تو موضوعات کی روک تھام میں سرفہرست علامہ ابوالفضل الحسن بن محمد صاغانی لاہوریؒ کا نام نظر آتا ہے، آپ ۵۷۷ھ لاہور (پاکستان) میں پیدا ہوئے، اور حدیث ولغت کی دیگر خدمات کے ساتھ، خودساختہ روایات پر دوگراں قدر کتابیں لکھی:

۱- الدُرَرُ المُلْتَقَط في تَبْيينِ الغَلَط

۲- موضوعات الصَّغَانِي

من گھڑت اور غیر معتبر روایات کے بنیادی عوامل

ہندوپاک میں من گھڑت اور باطل روایات کا مطالعہ بہت سے سوالات کو جنم دیتا ہے، جن میں یہ نکتہ بڑی اہمیت کا حامل ہے کہ برّصغیر ہندوپاک میں وہ کونسے قدیم بنیادی طبقات ہیں، جو یہاں خودساختہ روایات کی ترویج میں راہ ہموار کرتے رہے ہیں؟ اس سوال کے جواب میں سب سے قدیم تحریر علامہ صاغانیؒ ہی کی ملتی ہے، جس سے ہمیں بڑی حد تک اس مسئلے کے جواب میں

رہنمائی ملتی ہے، چنانچہ علامہ صاغانیؒ ”الدُّرُ المُلتقط“(۳) میں اپنی تصنیف کی غرض وغایت بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”وقد كَثُرَتْ في زَمَانِنا الأحاديث الموضوعةُ، يروِيها القصاصُ على رُؤُوس المَنابِر والمجالسِ، ويَذْكُرُ الفُقَرَاءُ والفُقَهاءُ في الخَوانِقِ والمَدارِسِ، وتَداوَلَتْ في المَحافِلِ، واشْتُهِرَتْ في القَبائِل، لِقِلَّة مَعْرِفَةِ النَّاس بعِلْمِ السُنَنِ، وانْحِرَافِهم عن السُّنَنِ“.

اس عبارت میں امام صاغانیؒ نے موضوعات اور غیر معتبر روایات کی اِشاعت میں مُلوّث چند عوامل کا ذکر کیا ہے، ملاحظہ ہو:

- قصہ گو برسرِ منبر اور عام مجالس میں من گھڑت روایتیں بیان کرتے تھے، ایسے ہی جاہل صوفیاء اور جاہل فقہاء کی مجالس بھی ان باطل مرویّات سے پُر تھیں۔
- اس کا لازمی نتیجہ یہ تھا کہ یہ خودساختہ عبارتیں ملّت اسلامیہ کے ہر طبقے اور قبیلے میں رواج پاتی رہیں، اور یہی کلام، مجالس کی زینت بنتا رہا، بالآخر موضوعات کی یہ گرم بازاری پورے معاشرے میں سرایت کرگئی۔
- اس شرعی اِنحطاط کا باعث صرف معرفتِ حدیث سے دوری تھی۔

وضّاعین کی اقسام اوران کے مذموم مقاصد

علامہ صاغانیؒ کا گزشتہ اِقتباس ہماری قدیم خستہ حالی کی جیتی جاگتی تصویر ہے، جس میں مذکور طبقات ہمارے سابقہ سوال کا اجمالی جواب ہیں، مزید وضاحت کے لیے ہم علامہ عبدالحی لکھنوی رحمہ اللہ کے اس مقدمے (۴) کو بہت ہی معاون پاتے ہیں، جس میں انھوں نے حدیث گھڑنے والوں کی اغراض ومقاصد بتاتے ہوئے، انھیں کئی اقسام پر تقسیم کیا، اِن اقسام سے ہم بخوبی یہ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ برصغیر ہندوپاک میں وہ کونسے حلقے، اَفراد اور گروہ ہیں، جن کے ہاں موضوع روایات کا ایک بڑا ذخیرہ جنم لیتا رہا ہے، بالفاظ دیگر یہ روایات انھیں کے راستے سے مشہور ہوئیں۔

۱- زَنادِقہ

زَنادِقہ، ان کا مقصد اُمت میں رطب ویابس پھیلا کر شریعت کو مسخ کرنا ہے، علامہ عبدالحی

لکھنویؒ نے اس عنوان کے تحت ہندوپاک کے ''فرقۂ نیچریہ'' اوراُن کے گمراہ کُن عقائد کا ذکر کیا ہے، آپ نے یہ وضاحت بھی کی ہے کہ یہ فرقہ نصوصِ شرعیہ میں تحریف (تبدیلی) لفظی ومعنوی کا مرتکب رہا ہے۔

۲-مؤیدینِ مذاہب

دوسری قسم اُن افراد کی ہے، جنھوں نے اپنے مذہب اور موقف کی تائید میں روایتیں گھڑیں، اِس عنوان کے تحت علامہ عبدالحی لکھنویؒ نے حدیث میں خوارج کے طریقۂ واردات کو بیان کیا ہے، تاریخ شاہد ہے کہ بعض خوارج نے خود اس بات کا اقرار کیا ہے کہ ہم نے اپنے موقف اور رائے کو ثابت کرنے کے لیے بہت سی احادیث گھڑی ہیں۔

یہاں برّصغیر ہندوپاک میں موجود اہل سوء اور بدعتیوں کا ذکر بھی برمحل ہے، جنھوں نے اس خطّے میں بہت سی مُحدَثات (دین میں نئی باتیں) اور بدعات کو سند جواز فراہم کیا، اور اپنی اِختراعات کے ثبوت میں، من گھڑت اور ساقط الاعتبار روایتوں کا سہارا لیا۔

۳-اصلاح پسند اَفراد

تیسرا طبقہ اُن افراد کا ہے، جنھوں نے لوگوں کی اصلاح کے خیال سے ترغیب وترہیب کی احادیث گھڑیں۔ اس میں علامہ عبدالحی لکھنویؒ نے ایک دلچسپ مثال بیان کی ہے، آپ فرماتے ہیں کہ ہندوپاک کے بعض اصلاح پسند لوگوں نے تمباکونوشی سے زَجر وَعید پر مشتمل احادیث وضع کی ہیں، پھر موصوف نے اس مضمون پر مشتمل وضّاعین کی آٹھ ایسی روایتیں لکھی ہیں، جو سب کی سب جعلی ہیں۔

۴-طبقۂ جہلاء

چوتھی قسم اُن لوگوں کی ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب ہر اَمرِ خیر، اقوال زرّیں وغیرہ کا انتساب، جائز سمجھتے ہیں؛ حالانکہ معتبر سند کے بغیر اس طرح انتساب کرنا ہرگز جائز نہیں۔

۵-اہل غلو

ایک قسم اُن لوگوں کی ہے، جو عقیدت ومحبت میں اِفراط وغُلوّ کا شکار ہوجاتے ہیں، اور اہل

بیت، خلفائے راشدین، ائمہ کرام اور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے باطل، بے اصل مضامین مشہور کردیتے ہیں۔

۶- واعظین

چھٹا طبقہ ان قصہ گو واعظین کا ہے جو جعلی غرائبِ زمانہ سُنا کر عوام سے دادِ تحسین وصول کرتے ہیں۔

خلاصہ کلام

خلاصہ کلام یہ کہ یہی طبقات اور اَفراد، خطۂ ہندوپاک میں حدیث کی جعل سازی کا بیڑا اٹھائے رہے ہیں؛ بلکہ اس تفصیل کے بعد ہم بصیرت سے یہ فیصلہ کرسکتے ہیں کہ ہمارے گردوپیش ایسی بہت سی ہم معنی باطل احادیث پھیلی ہوئی ہیں، جو بلا تردّد انھیں خاص طبقات کی مذموم کوششوں کا نتیجہ ہے۔

ہندوپاک میں تکاسلِ حدیث اور اس کے اسباب

اگرچہ برصغیر پاک وہند میں زبان زدِ عام رِوایات کی تنقیح بجا طور پر ہوتی رہی ہے، لیکن پھر بھی یہ سوال، جواب کا مستحق ہے کہ افرادِ اُمت عام طور پر احادیث میں صرف سطحی ذہن رکھنے والے ہیں، اور اکثر احادیث کی چھان بین کو خاطر میں نہیں لایا جاتا، آخر، حدیث کے عنوان سے مزاجوں میں حسّاسیت اتنی مَدھم کیوں رہی ہے؟

تلاشِ بسیار کے بعد علامہ عبدالعزیز فرہارویؒ (۱۲۳۹ھ) کی عبارت میں اس مُعمّہ کا حل مل گیا۔ علامہ عبدالعزیز فرہارویؒ نے ”کوثر النّبيّ وزُلَالُ حَوْضِهِ الرَّوِي“ (۵) میں ایک مقام پر بعض ایسی کتبِ تفسیر، کتبِ زہد، کتبِ اَوراد وغیرہ کا تذکرہ کیا، جن میں غیر مُعتبر احادیث بھی ہیں، پھر ان کتابوں میں موجود ساقط الاعتبار احادیث کے اسباب ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”والسَّبَبُ أنّه قَلَّ اشْتِغَالُهم بِصناعَةِ الحَدِيث، وأنّهم اعْتَمَدُوا على المشهورفي الألْسِنَة مِنْ تَحْسِيْنِ الظَّنّ بالمُسْلِم وأَنَّهم انْخدَعُوا بالكُتُب الغيرِ المُنَقَّحةِ الحَاوِيَةِ لِلرَّطْبِ واليَابِسِ، وأنَّه لم يَبْلُغْهُم وَعِيدُ التَّهاوُنِ في روايةِ الحَدِيثِ، وأيضاً منهم مَنْ

يَعْتَمِدُ على كُلِّ ما أَسْنَدَ مِنْ غَيرِ قَدْحٍ وتَعْدِيلٍ في الرُّوَاة".

"(اِن کتب میں رطب ویابس احادیث کی) وجہ یہ ہے کہ ان کتابوں کے مصنّفین فنِ حدیث سے کم اِشتغال رکھتے ہیں، اور مسلمان سے حسن ظن رکھتے ہوئے، زبان زَدِ عام روایتوں پر بھروسہ کرلیتے ہیں (حالانکہ ایسا اعتماد صرف ماہرِ فن پر ہی کیا جاسکتا ہے، نہ کہ حدیث میں کم اشتغال رکھنے والے پر) اور یہ مصنّفین رطب ویابس پر مشتمل، غیر منقّح کتابوں سے دھوکے میں پڑجاتے ہیں، اور (ان کے بارے میں یہی حسنِ ظن ہے کہ) ان مصنّفین کو حدیث نقل کرنے میں تہاون (حقیر سمجھنا) کی وعید نہیں پہنچی ہوگی، اور بعض مصنّفین سند کے راویوں کی جرح وقدح دیکھے بغیر، ہر سند والی روایت پر اعتماد کر لیتے ہیں"۔

اسبابِ تکاسل کا جائزہ

دراصل علامہ عبدالعزیز فرہارویؒ نے جن کتبِ حدیث وتفسیر وغیرہ کا تذکرہ کیا ہے، یہ کتب برصغیر میں مُتَدَاول اور مُرَوّج ہیں اور ان کتابوں کے مؤلفین کی جلالت اور علوّ شان بلاشبہ مُسَلَّم ہے؛ لیکن اس حقیقت کا انکار نہیں کیا جاسکتا کہ اِن مؤلفین کا فنِ حدیث میں اشتغال ناقص رہا ہے؛ چنانچہ صاحبِ کتاب کی یہ کمزوری عوام میں بھی سرایت کرتی رہی اور احادیثِ موضوعہ معاشرے میں پھیلتی رہیں، بہرحال ذَیل میں ہم مولانا عبدالعزیز فرہارویؒ کے بیان کردہ نکات اوران سے ماخوذ نتائج کا جائزہ لیتے ہیں۔

فنِّ حدیث میں اشتغال کی کمی

ان مصنّفین کی تالیفات میں رَطب ویابس روایات کی ایک وجہ یہ ہے کہ ان مؤلفین نے علومِ حدیث سے ایسا اشتغال نہیں رکھا، جس سے ان میں اُصولِ حدیث کے مطابق، حدیث کے ردّ وقبول کا مَلَکہ اور اسے پرکھنے کی قابلیت پیدا ہوجاتی، حتی کہ ہمارے زمانے میں بھی مُعتَمد بہ تالیفات اس بات کی مقتضی ہیں کہ ان کے مؤلفین احادیث کے معاملے میں محض تحویل (حوالہ دینا) پر اکتفا نہ کریں؛ بلکہ حسبِ ضرورت اس بات کا پورا اطمینان حاصل کریں کہ یہ حدیث، معتبر سند سے ثابت ہے۔

محض حسنِ ظن کی بنا پر، روایات پر اعتماد

ان کتابوں میں باطل اور بے اصل روایتوں کے شیوع کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ یہ مصنّفین ہر مسلم کے بارے میں حسنِ ظن رکھتے تھے، اور زبان زَدِ عام روایتوں کو حسنِ ظن کی بنا پر بلا تحقیق قبول کرلیتے تھے۔

واضح رہے کہ اس مقام پر مولانا عبدالحی لکھنویؒ نے لکھا ہے حدیث میں اعتماد کا مدار صرف ماہرینِ فن ہیں؛ چنانچہ اگر کوئی شخص صناعتِ حدیث میں مہارت نہیں رکھتا ہو، تو ایسے شخص پر بلا تحقیق حسنِ ظن سے اعتماد نہیں کیا جاسکتا (۶)۔

تہاونِ حدیث پر وعید سے ناآشنائی

ان کتب میں قابلِ رَدّ مواد کی تیسری وجہ یہ ہے کہ یہ حضرات تہاونِ حدیث (یعنی رِوایتِ حدیث میں پوری احتیاط سے کام نہ لینا) کی وعیدوں سے واقف نہیں ہوں گے، بلاشبہ ان حضرات کی عُلوّ شان اسی حسنِ ظن کی مقتضی ہے؛ البتہ اس تہاون سے اجتناب کی اہمیت اپنی جگہ ہے، خاص طور پر عوامی حلقوں میں اس کی ضرورت بڑھ جاتی ہے کہ ملّت اسلامیہ کا ہر فرد یہ محسوس کررہا ہو کہ میں رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ایسی بات ہرگز منسوب نہ کروں جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہ ہو؛ تاکہ مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّداً...... کا مصداق بننے سے بچ جاؤں، ورنہ یہی تہاون نہ صرف غیر مستند روایات کو پھیلانے میں کام آتا ہے؛ بلکہ اِن روایتوں کو تحفّظ بھی فراہم کرتا ہے۔

تحقیق کا فقدان

ان تالیفات میں جو احادیث مُسنَد (سند والی روایات) تھیں، ان میں اس بات کی ضرورت محسوس نہیں کی گئی کہ فن جرح و تعدیل کی روشنی میں اس کا جائزہ لیا جائے؛ تاکہ قابلِ احتراز روایتیں ظاہر ہوجاتیں۔

ایک اہم فائدہ

اگر ہم بھی اپنے گردوپیش کا جائزہ لیں، تو ہم دیکھتے ہیں کہ علم الروایہ (علمِ حدیث) میں

ہمارا منتہی صرف سندِحدیث پانا ہے، اس کے بعد ہم کسی چیز کی ضرورت محسوس نہیں کرتے؛ حالانکہ صاحبِ کتاب سند بیان کرکے ایک حد تک اپنی ذمہ داری سے سبکدوش ہوجاتا ہے، اب اگلا مرحلہ ہم سے متعلق ہے کہ ہم حسبِ ضرورت، متقدمین اصحابِ تخریج اور ائمۂ علل کی جانب رجوع کریں، اور روایات کے قابل تحمّل (روایت لینا) ہونے کا پورا اطمینان حاصل کریں۔

حاصل کلام

سابقہ اسبابِ تکاسل خطۂ ہندوپاک میں موضوعات کی اشاعت اور ان کی ترویج میں انتہائی مؤثر رہے ہیں؛ بلکہ اگر ان اسباب کے سدّ باب کے لیے اکابر کے طرز پر عملی اِقدامات جاری رکھے جائیں تو کافی حد تک اس ساقط الاعتبار ذخیرے کی روک تھام ہوسکتی ہے۔

من گھڑت اور ساقط الاعتبار روایات کے سدِّ باب میں علماءِ ہندوپاک کی خدمات:

سابقہ اقتباسات سے ہمیں من گھڑت روایات کی اِشاعت میں ملوث بہت سے گروہوں اور طبقات کا بخوبی علم ہوجاتا ہے، اس کے علاوہ ان کی اغراض، اَفکار، اور طریقۂ کار بھی وضاحت سے سامنے آگئے، لیکن واضح رہے کہ ایسا ہرگز نہیں ہوا کہ عمائدینِ اُمت نے اس فتنے کے سدّ باب کے لیے اپنی خدمات پیش نہ کی ہو؛ بلکہ تاریخ شاہد ہے کہ برّصغیر پر ایسے شب وروز بھی آئے ہیں، جن میں صیانتِ حدیث کا تاج، علماءِ برّصغیر کے سر رہا ہے؛ چنانچہ علامہ زاہدالکوثریؒ فرماتے ہیں:

> ''دسویں صدی ہجری کے نصف آخر میں جب کہ علمِ حدیث کی سرگرمیاں ماند پڑگئی تھیں، برّصغیر میں یہ سرگرمیاں عروج پر تھیں'' (۷)۔

گویا کہ یوں کہنا چاہیے کہ اس وقت عالمِ اسلام کی سربراہی کی سعادت بِرصغیر کو حاصل رہی ہے، بہرحال یہاں ہم اُن چند مشہور مشایخ کا مختصر تذکرہ کریں گے، جنھوں نے زبان زَد عوام وخواص، روایات کی حقیقت واضح کی، اور ذخیرۂ احادیث میں تنقیح کی خدمات انجام دیں۔

۱- امام رضی الدین ابوالفضائل الحسن بن محمدؒ (المتوفی ۶۷۵ھ)

آپ کی تالیف ''الدُّرَرُ المُلْتَقَط'' اور ''رسالة موضوعات الصَّغَانِی'' کا شمار فن ہذا کے اوّلین مصادر میں ہوتا ہے۔ مشتہرات پر مشتمل شاید ہی کوئی کتاب موصوف اقوال سے خالی ہو۔

۲-ملک المحدّثین علامہ محمد طاہر صدیقی پٹنیؒ (المتوفی ۹۸۶ھ)

آپ نے اس فن میں "تذکِرۃُ الموضوعات" اور "قانون الموضوعات" لکھیں، بلاشبہ مشتہرات کا یہ مجموعہ ایک انسائیکلوپیڈیا کی حیثیت رکھتا ہے۔

۳-امام علامہ سید محمد بن محمد حسینی زَبیدی الشہیر بمرتضیٰؒ (المتوفی ۱۲۰۵ھ)

آپ نے "إتّحاف السَّادَة المُتَّقِين" میں "إحياء علوم الدين للغزالي" کی احادیث پر، تخریج وتشریح میں محدثانہ شان کا مظاہرہ کیا ہے، اہل علم کا طبقہ اس سے مستغنی نہیں رہ سکتا۔

۴-امام عبدالعزیز بن احمد فرہارویؒ (المتوفی ۱۲۳۹ھ)

آپ نے تقریباً ۲ ہزار موضوع اور زبان زَد عام روایتوں پر مشتمل مجموعہ تیار کیا ہے، فی الحال یہ مخطوطہ ہے۔ آپ کے بارے میں مولانا موسیٰ خان روحانی بازیؒ فرماتے ہیں کہ اگر میں اس بات پر قسم کھاؤں کہ اللہ تعالیٰ نے سرزمینِ پنجاب کو جب سے وجود بخشا ہے، ان جیسی کسی دوسرے شخصیت نے یہاں جنم نہیں لیا، تو میں حانث نہیں ہوں گا (۸)۔

۵-علامہ ابوالحسنات محمد عبدالحی لکھنویؒ (المتوفی ۱۳۰۴ھ)

آپ کی شخصیت اور حدیثی خدمات، محتاج تعریف نہیں ہے، اس فن میں آپ نے "الآثار المرفوعة في الأخبار الموضوعة" کے نام سے یادگار چھوڑی ہے۔

۶-حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ (المتوفی ۱۲۸۰ھ/۱۳۶۲ھ)

آپ امراضِ امت کی پہچان اور اس کے علاج میں وَہبی بصیرت رکھتے تھے، آپ نے مُتنَد اوَل من گھڑت، بے اصل روایتوں کا سدّ باب عملاً بھی کیا اور عوام کو بھی اس سے اجتناب کی طرف توجہ دلائی؛ چنانچہ بہشتی زیور، حصہ دہم میں یہ عنوان قائم کیا ہے: "بعضی کتابوں کے نام جن کے دیکھنے سے نقصان ہوتا ہے" اس عنوان کے تحت ایک اقتباس ملاحظہ ہو:

> "دعا گنج العرش، عہد نامہ یہ دونوں کتابیں اور بہت سی کتابیں ایسی ہیں کہ ان کی دعائیں تو اچھی ہیں؛ مگر ان میں جو سندیں لکھی ہیں، اور ان میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام سے لمبے چوڑے ثواب لکھے ہیں، وہ بالکل گھڑی ہوئی باتیں ہیں" (۹)۔

اسی طرح حضرت تھانویؒ اس بات سے بھی بخوبی واقف تھے کہ سلوک وتصوّف کی مجالس میں ایک معتد بہ تعداد بے اصل روایتوں کی ہیں؛ چنانچہ آپ نے "التشرُّفُ بِمَعْرِفَة أحادِيثِ التَّصوُّف" میں ایسی بہت سی روایات پر روایتی اور درایتی پہلوؤں سے بحث کی ہے، جو درجہٴ اعتبار

سے ساقط ہیں۔

ایک اہم التماس

یہ مختصر اور محدود مقالہ اس کی مزید گنجائش رکھنے سے قاصر ہے کہ ہم اکابرینِ ہندوپاک کی متعلقہ موضوع میں تاریخی خدمات سے تفصیلی بحث کریں؛ البتہ اگر کوئی فرد علامہ عبدالحی الحسنیؒ کی تصنیف "نزهة الخواطر وبهجة المسامع والنّواظر" کو سامنے رکھ کر ان محدثینِ کرام کی خدمات کو جمع کرے، جنھوں نے باطل اور من گھڑت روایتوں کا تعاقب کیا ہے، تو یہ کام نہ صرف ہمارے اسلاف کے منہج کی جانب رہنمائی کرے گا بلکہ ملک بھر میں پھیلے ہوئے اُن مخطوطات کی جانب بھی رہنمائی کرے گا جو آج دِیمک اور گرد وغبار سے تحلیل ہوتے جارہے ہیں، بلاشبہ نت نئی تحقیقات، شروحات، تسہیلات وغیرہ ناگزیر تالیفات ہیں؛ لیکن کہیں ایسا نہ ہو کہ آج جن مخطوطات کو ہم محفوظ کرسکتے ہیں، کل ان کا نام "کسراتِ زمانہ" کی فہرست میں شامل کردیا جائے۔

❁ ❁ ❁

حوالہ جات اور مآخذ

(۱) الجامع الصحيح للبخاري: باب إثم من كذب على النبي ﷺ ۳۳/۱، رقم الحديث: ۱۰۷، ت: محمد زهير بن الناصر، دار طوق النجاة. بيروت، الطبعة الأولى ۱۴۲۲ھ.

(۲) اللآلي المصنوعة: ص: ۳۵، ت: محمد عبد المنعم رابح، دارالكتب العلمية. بيروت، الطبعة الثانية ۱۴۲۸ھ.

(۳) الدُرَرُ الملتقط: بحواله مجلّه "فكر ونظر"، ص: ۷۶، خصوصى اشاعت، ربيع الأول - شعبان ۱۴۲۶ھ، اداره تحقيقات اسلامى بين الأقوامى، اِسلامي يو نيورسٹى، اسلام آباد، پاكستان.

(۴) الآثار المرفوعة: ص: ۱۲، دارالكتب العلمية بيروت.

(۵) كوثر النَّبِيّ وزُلَالُ حَوْضِه الرَّوِي (فن معرفة الموضوعات): ص: ۱۰۸، المخطوط، نَسَخَه العلامة عبد الله الوَلْهَارِي (۱۲۸۳ھ).

(۶) الآثار المرفوعة: ص: ۱۹، دارالكتب العلمية بيروت.

(۷) مقالات الكوثري: ص: ۶۷، دار السلام - مصر، الطبعة الثانية ۱۴۲۸ھ.

(۸) بغية الكامل السامي في شرح المحصول والحاصل للجامي: ص: ۲۲۷، مكتبة مدينة بلاهور باكستان، الطبعة الخامسة ۱۴۱۴ھ.

(۹) بہشتی زیور: ص: ۷۰۴، حصہ دہم، دارالاِشاعت، ایم اے جناح روڈ، اردو بازار کراچی۔

❁ ❁ ❁